OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jul-Dec-2022
Vol: 3, Issue: 2
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr. Hafiz Abdul Ur Rehman[1]

Dr. Anwaar Hussain[2]

توجیہاتِ قراءات کی اقسام اور ان کی تطبیقات

The Logical Reasoning of Qira'at: its Kinds and Applications

Abstract

Ilm Tojih is one of the Quranic sciences which promotes Qira'aat and defends them from every evil and rebut. It approves Qira'aat with logical justification and provides solution to the doubts of refuters. This science helps to explain three main organs of Qira'aat and proves their adaptation with authentic Qira'aat. The most beautiful feature of this science is its existence as center of sciences. Its researcher gets good opportunity to fly in the world of knowledge. Sometimes, He have to go through the principles of Ilm Nahw and Ilm Sarf to elaborate the garramatic reasons of Qira'at. Sometimes, he have to study Quranic exegeses deeply to explain the reason of meaning. Sometimes, *Ilm Ashbah wa Nazair* (Science of

1 Lecturer, Defence Degree College, DHA Lahore, Pakistan

2 Senior Reaasearch Fellow, Absolute School of Academenics and Reasearch, Lahore, Pakistan

Synonyms) remains under discussion to find out the similar words. Sometimes, the context gives the logical reasoning of qira'at. Sometimes, Otoman scriptures (Masahif Usmani) are studied to sort out the reasoning of writing. Sometimes, it provides opportunity to dive into different schools of thought of Islamic jurisprudence and sometimes, arabic potry, arabic sayings and use of similies are presented to approve Qira'aat. In this article, it has been strived specifically to explore this beautiful feature of Ilm Tojih Qia'aat. In following lines, brief introduction of the said science, kinds of logical reasoning alongwith its examples have been narrated so that reader may know the depth of this science and reasearchers may have attention to this great subject.

Key words: Qira'aat, kinds, logical reasoning, ilm tojih, applications.

تمہید:

علم توجیہ، قراءات قرآنیہ کی خدمت اور دفاع کا وہ علم ہے جس سے قراءات کو ہر قسم کے ضعف اور انکار سے بری کیا جاتا ہے۔ قراءات کی صحت وسلامتی کی دلیل اور ملحدین کی پھیلائی ہوی ہر تشکیک کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ علم، قراءات کے معروف ارکانِ ثلاثہ کی وضاحت کرتا ہے اور قراءات متواترہ سے ان کی موافقت ثابت کرتا ہے۔ اس علم کا سب سے خوبصورت پہلو اس کا مرجع العلوم ہونا ہے۔ یہ علم اپنے محقق کو علمی دنیا کی خوب سیر کرواتا ہے، بعض دفعہ کسی اعرابی وجہ کو آشکار کرنے کے لئے یہ علم نحو اور صرفی قواعد کی گتھیاں کھولتا ہے، بسا اوقات کسی معنوی توجیہ کی تبیین کے لئے علم تفسیر کے پرت کھولتا جاتا ہے۔ کبھی نادر الفاظ کی تحلیل میں علم الاشباہ والنظائر زیر بحث آتا ہے، کبھی سیاق کسی قراءت کا موجہ ہوتا ہے تو کبھی رسم سے فیصلہ کروانے کے لئے مصاحف عثمانیہ زیر مطالعہ آتے ہیں۔ کبھی فقہی مسالک سے استفادے کا موقع ملتا ہے تو کبھی اشعار عرب اور اقوال وامثال بطور استشھاد پیش کئے جاتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں علم توجیہ قراءات کے اسی خوب صورت پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ذیل میں علم توجیہ کے مختصر تعارف کے بعد توجیہات کی ان اقسام

کو مع امثلہ بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری علم توجیہ کی وسعتوں کو مختصر انداز میں سمجھ سکے اور اس مہتم بالشان علم کی طرف طلاب اور اہل فن وذوق کی توجہ مبذول کرائی جا سکے۔

توجیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

علم توجیہ پر اس کے استعمالات کی وجہ سے کئی دیگر اصطلاحات کا اطلاق بھی ہوتا ہے[1] مثلاً معانی القراءات، علم الاحتجاج، علم التعلیل، علم التخریج، علم التاویل، علم الانتصار، علم التوجیہ

تاہم زیادہ معروف ہونے کی بنا پر تعریف کے لئے توجیہ لفظ والی اصطلاح کو اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ توجیہ، وجّه يوجّه سے باب تفعیل ہے جیسا کہ كرّم يكرّم سے تكريم اور علّم يعلّم سے تعلیم مصدر ہے۔ وجهت الشيء یعنی میں نے اس چیز کی کوئی خاص جہت متعین کی اور توجیہ بھی وہ خاص جہت ہوتی ہے جس کی طرف متوجہ ہوا جاتا ہے۔[2]

مصباح المنیر میں ہے:

(وقولهم: الوجه أن يكون كذا جاز أن يكون من هذا ـ أي من الوجه- و جاز أن يكون بمعنى القوى الظاهر أخذا من قولهم: قدمت وجوه القوم، أي: سآداتهم) [3]

"توجیہ یہ ہے کہ اس جہت سے یوں بھی جائز ہے اور لفظ کے قوی اور ظاہر معنی کو لینا بھی جائز ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: قدمت وجوه القوم یعنی میں قوم کے سادات کے پاس آیا۔"

ابن فارس نے توجیہ کی لغوی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: أن تحقر تحت القثاءة أو البطيخة ثم تضجعها[4] کہ ککڑی یا تربوز کی مٹی کھود کر اسے نکالنا۔ چنانچہ علوم میں توجیہ کی حقیقت یہ ہے کہ کلام

---

1 دكتور حازم حيدر، دراسة شرح الهداية، ص: 21 ؛ دكتور عبد العلي المسئول، معجم مصطلاحات القراءات، ص: 55-157

2 الفيومي، أحمد بن علي، المصباح المنير (قاهرة: دارالحديث، طبعة أولى، 1421هـ)،ص: 386

3 المصباح المنير، ص: 386 مادہ: وجه

4 أبو الحسين أحمد بن فارس بن زكريا، م 395هـ، معجم مقاييس اللغة (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)، ص:89

میں پائی جانے والی مشکل کو حل کر کے قارئین کے لئے تفہیم میں آسانی پیدا کرنا تاکہ فن کے مبتدئین اور راسخین اس سے استفادہ کر سکیں۔

معانی اور عربیت کی عملداری کے اعتبار سے علم توجیہ القراءات کی تعریف یوں کی گئی ہے:"علم يبحث فيه عن معاني القراءات والكشف عن وجوهها في العربية"(1)وہ علم جس میں قراءات کے معانی اور عربیت میں قراءات کی توجیہات سے بحث کی جاتی ہے۔

جہت اور قوت کے اعتبار سے علم توجیہ کی اصطلاحی تعریف کی جائے تو سب سے مناسب اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"إيراد الوجه المناسب لحال القراءة تقوية لها"(2) قراءت کے موقع محل کی مناسبت سے ایسی عمدہ توجیہ پیش کرنا جس سے قراءت کو مزید تقویت ملے۔

علم توجیہ کا تعلق قراءات کی لمیت (درایت) سے ہے، محقق طاش کبری اس حوالے سے علم توجیہ اور علم قراءات کا فرق یوں واضح کرتے ہیں:"علم باحث عن لمية القراءات كما أن علم القراءة باحث عن انيتها"(3) علم توجیہ، قراءات کی لمیت (درایت) سے بحث کرتا ہے، جبکہ علم قراءت، الفاظ کی انیت (روایت) سے عبارت ہے۔

علم توجیہ کی تالیفات

علم توجیہ کی مولفات میں دو منہج اپنائے گئے ہیں، منہج استقلالی اور منہج تضمینی۔

- منہج استقلالی پر مشتمل مولفات وہ ہیں جو مستقل طور پر علمِ توجیہ قراءات پر لکھی گئیں نہ کہ دیگر علوم القرآن پر۔

---

1 عبد العزيز بن علي بن علي الحربي، توجيه مشكل القراءات العشرية الفرشية لغة و تفسيرا و إعرابا، (مقالہ برائے ایم اے جامعہ ام القریٰ)، ص: 64

2 الشنقيطی، عبد الرحيم بن عبد الله بن عمر، دكتور، موارد توجيه القراءات القرآنية، ص : 107

3 عبد العزيز بن علي بن علي الحربي، توجيه مشكل القراءات العشرية الفرشية لغة و تفسيرا و إعرابا، (مقالہ برائے ایم اے جامعہ ام القریٰ) ص: 64

اس منہج کے مطابق سب سے پہلی تالیف ہارون بن موسیٰ اعور (م170ھ) کی ہے جو کتاب فی وجوہ القراءات کے نام سے موسوم ہے، اس کے بعد پندرہویں صدی ہجری تک پے درپے مولفات منصہ شہود پر آتی رہیں۔ جن میں سے چند مشہور تالیفات درج ذیل ہیں:

ا۔الحجة فی القراءات السبع احمد بن خالویہ (م:370ھ)

ب۔الحجة للقراء السبعة ابو علی احمد بن علی فارسی (م:377ھ)

ج۔الكشف عن وجوه القراءات السبع مکی بن ابی طالب قیسی (م:437ھ)

د۔شرح الهداية ابو عباس احمد بن عمار مھدوی (م440ھ) اگرچہ عنوان سے یہ منہج استقلالی کی کتاب محسوس نہیں ہوتی۔

- منہج تضمینی کی کتب وہ ہیں جن کے مولفین نے اپنی مولفات میں علم توجیہ کو قراءات، تفسیر، معانی، اعراب اور دیگر علوم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ منہج تضمینی کی مشہور مولفات

درج ذیل ہیں:

ا۔معاني القرآن یحیٰ بن زیاد فراء (م207ھ)

ب۔معاني القرآن و إعرابه ابراہیم بن السری الزجاج (م:311ھ)

ج۔شرح العنوان عبد الظاہر بن نشوان (م:649ھ)

د۔الدر المصوٴن في علم الكتاب المكنون سمین الحلبی (م706ھ) وغیر ھم

توجیہات قراءات کی اقسام

قراءات سبعہ متواترہ کی توجیہات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ توجیہات بنیادی طور پر تین بڑی اقسام میں منقسم ہیں، پہلی وہ جن کا تعلق شرعی ماخذ سے ہے ان میں قرآن کریم، حدیث شریف اور احکام فقہیہ سے متعلق توجیہات ذکر کی جاتی ہیں، قرآن سے وابستہ توجیہات سیاق، نظائر، رسم اور فواصل سے کی جاتی ہیں۔ دوسری قسم لغوی توجیہات کی ہے جس میں معنی ودلالت، نحو، صرف، بلاغت اور کلام عرب سے قراءت کی توضیح و تشریح کی جاتی ہے۔ تیسری قسم میں کچھ دیگر

موارد مثلاً قراءات شاذہ، تفسیر، اصلی و عارضی قواعد، تاریخی واقعات اور عقلی دلیل سے قراءت کی توجیہ پیش کی جاتی ہے۔ذیل میں ان تمام اقسام کی تفاصیل پیش خدمت ہیں:

توجیہات کے شرعی ماخذ

شرعی موارد سے حاصل ہونے والی توجیہات حسب ذیل ہیں:

قرآن کریم

یہ قسم درج ذیل انواع پر مشتمل ہے:

سیاق

قراءت کا متفق علیہ سیاق وسباق اس کی توجیہ میں تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

مثال:

﴿عمّا تعملون۔۔۔۔۔ولئن اتیت﴾[1]

ابن عامر، حمزہ، کسائی، ابو جعفر اور روح نے تعملون کو تاء کے ساتھ اور باقی تمام قراء نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

خطاب والی قراءت کی وجہ ماقبل آیت میں خطاب کا وجود ہے، فرمایا: ﴿وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره﴾[2]

اور یاء والی قراءت کی توجیہ سباق میں موجود غائب صیغوں والی آیت ﴿وان الذين اوتوا الكتاب ليعلمون﴾[3] ہے۔ نیز بعد میں آنے والی آیت ﴿ولئن اتيت الذين اوتوا الكتاب ليعلمون﴾ اور ﴿ما تبعوا قبلتك﴾[4] بھی سیاقِ غائب کے موافق ہے۔

---

1 البقرۃ: 144-145

2 البقرۃ:144

3 البقرۃ:144

4 البقرۃ:145

مثال:

﴿بما کنتم تُعَلِّمُوْنَ الکتاب﴾ (1)

ابن عامر اور تمام کوفی قراء نے یہاں تاء مضموم، عین مفتوح اور لام مکسور مشدد کے ساتھ تُعَلِّمُوْنَ پڑھا ہے۔ جبکہ دیگر قراء نے تاء مفتوح، عین ساکن اور لام مفتوح مخفف کے ساتھ تَعْلَمُوْنَ پڑھا ہے۔

تخفیف والی قراءت کو بعد میں موجود ﴿ وبما کنتم تَدْرُسُوْنَ﴾ پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ تَدْرُسُوْنَ بھی مخفف ہے۔

نظائر

بسا اوقات قراءت کی توجیہ قرآن میں وارد ہونے والی دوسری ہم مثل متفق علیہ قراءات بھی ہوتی ہیں۔

مثال:

﴿مٰلِکِ یوم الدین﴾(2)

اسے عاصم، کسائی، یعقوب اور خلف عاشر نے میم کے بعد الف کے اضافے کے ساتھ مَالِكِ پڑھا ہے اور باقی قراء نے الف کے بغیر مَلِكِ پڑھا ہے۔

مَالِكِ والی قراءت ﴿قل اللھم مَالِكَ الملك﴾(3) سے ثابت ہے اور مَلِكِ کو ﴿فتَعٰلَى الله المَلِكُ الحق﴾(4) اور ﴿ مَلِكِ الناس﴾(5) سے تقویت ملتی ہے۔

مثال:

---

[1] آل عمران: 79

[2] الفاتحة : 3

[3] آل عمران : 26

[4] طه : 114

[5] الناس : 2

﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ﴾(1)

نافع، ابن عامر اور ابو جعفر نے واَوْصٰى اور باقی قراء نے وَوَصّٰى پڑھا ہے۔

واَوْصٰى والی قراءت ﴿ يُوصِيكُم الله فى اولادكم ﴾(2) سے ثابت ہے کیونکہ یہ اَوْصٰى سے ہے اور وَوَصّٰى والی قراءت کو ﴿ اذ وَصّٰكُمُ الله بهذا﴾(3) سے تقویت ملتی ہے کیونکہ یہ وَصّٰى سے مشتق ہے۔

رسم

اس نوع میں وہ قراءات شامل کی گئی ہیں جن کی توجیہ لفظی اعتبار سے مصاحف عثمانیہ کے موافق ہونا ہے۔

مثال:

﴿وَسَارِعُوْا اِلٰى مغفرة من ربكم﴾(4)

نافع، ابن عامر اور ابو جعفر نے واو حذف کرتے ہوئے سَارِعُوا اور باقی قراء نے واو کے اثبات کے ساتھ وَسَارِعُوْا پڑھا ہے۔

واوٗ حذف کرنے والوں کو اہل مدینہ اور اہل شام کے مصاحف سے تقویت ملتی ہے کیونکہ وہاں واوٗ محذوف ہے اور واوٗ کے ساتھ پڑھنے والوں کے مصاحف میں واوٗ ثابت ہے، یہی ان کی دلیل ہے۔

مثال:

﴿تَجْرِي تَحْتَهَا الاَنْهٰر﴾(5)

ابن کثیر نے تَحْتَها سے پہلے مِنْ کا اضافہ کرتے ہوئے مِنْ تَحْتِها اور باقی قراء نے مِنْ کے بغیر

---

1 طه : 114
2 النساء : 14
3 الأنعام : 144
4 آل عمران : 133
5 التوبة : 100

تَحْتَهَا پڑھا ہے۔

ابن کثیر کی قراءت کو اہل مکہ کے مصاحف سے توثیق ملتی ہے، ان میں مِنْ موجود ہے۔ اور باقی قراء کے مصاحف میں یہ محذوف ہے۔

فواصل

اس قسم میں وہ قراءات شامل ہیں جن کی توجیہ قریب کی آیات کے فواصل یعنی رؤوس آیات ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس مجاورت کی بنا پر ان کا حکم بھی دیگر قریبی رؤوسِ آیات والا ہو جاتا ہے۔ اور یہ توجیہ بالخصوص انہی قراءات میں پائی جاتی ہے جن کا تعلق رؤوسِ آیات سے ہوتا ہے۔

مثال:

﴿بل لهم موعد لن يجدوا من دونه مَوْئِلا﴾(1)

یہاں ورش سمیت تمام قراء نے مَوْئِلا کو مد کے بغیر پڑھا ہے، امام شاطبی نے لکھا ہے: (وعن كل الموءودة اقصر وموئلا) تمام قراء سے الموءودة اور موئلا میں قصر یعنی عدمِ مد ثابت ہے اور امام ابن جزری نے (لا موئلا موءودة) کہہ کر عدمِ مد پر اتفاق نقل کیا ہے۔

ان الفاظ میں قصر رؤوسِ آیات کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے ہے، کیونکہ بعد ازاں ارشاد ربانی ہے: (وتلك القرى أَهلَكْنٰهم لَمّا ظلموا وَجَعلْنا لِمهْلِكهِمْ مَوْعِدًا)(2)۔ مَوْعِدا میں بھی بالاجماع عدم مد منقول ہے۔(3)

نیز وہ سورتیں جن کے رووس آیات میں الف مقصورہ کثرت سے آیا ہے، یہ گیارہ ہیں: طٰہ، نجم، معارج، قیامہ، نازعات، عبس، اعلیٰ، شمس، لیل، ضحیٰ، علق۔

مذکورہ بالا سورتوں میں حمزہ، کسائی اور خلف نے امالہ کیا ہے خواہ رووسِ آیات میں آنے والا الف

---

1 الكهف :58

2 الكهف : 59

3 أبو شامة، عبدالرحمن بن إسماعيل، ابراز المعانی من حرز الامانی فی القراءات السبع، (الجامعة الإسلامية المدينة منورة) 1 : 343، 345، ؛ نويري، محمد بن محمد، شرح طيبة النشر فی القراءات العشر (مكه مكرمة: طبعه اولی، 1424ھ)، 1 : 394، 395

مقصورہ، واو سے بدلا ہو یا یاء سے۔ حالانکہ اصولا الف منقلب عن الواو میں امالہ جائز نہیں، لیکن ان سورتوں کے رووسِ آیات میں چونکہ اسے الف منقلب عن الیاء کی رفاقت حاصل ہو جاتی ہے لہٰذا صوتی مشاکلت کے لئے دونوں میں امالہ درست ہے۔(1)

سنت نبوی ﷺ

یہ مبحث ان احادیث پر مشتمل ہے جن میں وہ قراءات وارد ہوی ہیں جو بذات خود قراءات کے لئے باعث توجیہ ہیں یا ان میں قراءات کی تقویت کا کوئی شاہد موجود ہوتا ہے۔

مثال:

﴿وتصريف الرِّيٰحِ والسَّحاب المسخر بين السماء والارض﴾(2)

حمزہ، کسائی اور خلف نے الرِّيٰح مفرد اور باقی تمام قراء نے الرِّيَاح جمع پڑھا ہے۔

جمع والی قراءت کی توثیق نبی اکرم ﷺ سے مروی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب ہَوا چلتی تو آپ ﷺ فرماتے: اللهم اجعلها رياحا ولا تجعلها ريحا(3) یا اللہ اس ہَوا کو فائدہ کی ہوا بنا نہ کہ عذاب کی ہَوا۔

مثال:

﴿اذ قال الحواريون يعيسى ابن مريم هل يستطيع ربُّك أن ينزل علينا مائدة من السماء﴾(4)

کسائی نے هل تستطيع ربَّك تاء کے ساتھ پڑھا ہے اور بعد میں ربَّك کے باء کو منصوب کیا ہے جبکہ

---

1 شعلة ، محمد بن أحمد الموصلي، كنز المعاني شرح حرز الأماني (مدينة منورة)، ص: 351-352، ؛ شرح الطيبة للنويرى، 1 : 575

2 البقرة: 164

3 طبراني، أبوالقاسم، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، (مكتبة ابن تيمية)، 11 : 213 ؛ الهيثمي، علي بن أبي بكر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد (بيروت: دار الكتاب العربي)، 10 : 136

4 المائدة: 112

دیگر قراء نے یاء اور باء مرفوع کے ساتھ **هل يستطيع ربُّك** پڑھا ہے۔[1]

کسائی کی قراءت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے ثابت ہے جس میں انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **هل تستطيع ربَّك** یعنی تاء کے ساتھ پڑھایا تھا۔[2]

احکام فقہیہ

اس مبحث میں ان قراءات کا تذکرہ ہے جو احکام فقہیہ کی مؤید ہیں۔ یہ احکام انہی قراءات کے الفاظ سے مستدل ہیں۔ چنانچہ فقہاء کے نزدیک ان معتبر احکام شرعیہ کا وجود اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس نص سے ان کا استنباط کیا گیا ہے وہ بھی قابل اعتبار قراءت قرآنیہ ہے۔

مثال:

﴿ولا تقربوهن حتّٰى يَطْهُرْنَ﴾[3]

حمزہ، کسائی، خلف اور شعبہ نے اسے **يَطَّهَّرْنَ** اور باقی تمام قراء نے **يَطْهُرْنَ** پڑھا ہے۔ **يَطْهُرْنَ** کا معنی عورت کا حیض سے مطلق پاک ہونا ہے جو وہ انقطاع دم کے وقت ہی ہو جاتی ہے جبکہ باب تفعّل سے **يَطَّهَّرْنَ** کے معنی میں شدت اور تکلف پایا جاتا ہے جو مکمل پاکیزگی کا متقاضی ہے اور وہ غسل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ قراءت فقہاء کی ایک جماعت کے لئے محل استشہاد بنی ہے۔ ان کا موقف ہے کہ حائضہ سے اس وقت تک وطی جائز نہیں جب تک وہ پانی سے غسل نہ کرلے۔[4]

مثال:

﴿فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحوا بروسكم وأَرْجُلَكُمْ الى

---

1 علي بن محمد بن فارس، التبصرة في قراءات الائمة العشرة (المكتبة الأزهرية)، ورقه :23 ؛ جزري، محمد بن محمد بن محمد، النشر في القراءات العشر (دار الكتاب العربي) :2: 256

2 المعجم الكبير: 20: 69، حديث: 128؛ حاكم، محمد بن عبدالله، المستدرک على الصحيحين (بيروت: دار الكتب العلمية، طبعة ثانية، 1408هـ) :2: 260 ، حديث: 2935

3 البقرة : 222

4 قاضی ثناء اللہ، پانی پتی، تفسیر مظہری (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2002ء)، 1: 403

الكعبين﴾(1)

نافع، ابن عامر، کسائی، یعقوب اور حفص نے **وأرْجُلَكُم** لام منصوب اور باقی قراء نے مجرور **وأرْجُلِكُم** پڑھا ہے۔لام منصوب والی قراءت میں وضو میں پاؤں کو دھونے کا حکم ہے جو کہ اصل حکم ہے کیونکہ یہ مغسول وجوہ اور ایدی پر معطوف ہے۔اور جر والی قراءت سے موزوں وغیرہ پر مسح کا استنباط ہوتا ہے جس کی شارع نے رخصت دی ہے کیونکہ جر ممسوح پر عطف کی وجہ سے ہی ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی جانب گئے ہیں۔(2)

توجیہات کے لغوی ماخذ

توجیہات کے لغوی ماخذ میں وہ قراءات آتی ہیں جن کی توجیہ معنی و دلالت، نحو و صرف، بلاغت اور کلام عرب کی دیگر اصناف سے کی جاتی ہے۔موارد لغویہ کی ذیلی انواع مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

معنی اور دلالت

قراءت کا معنی اور دلالت بھی بسا اوقات وجہ قراءت ہوتے ہیں۔یہ اس وقت ہوتا ہے جب قراءت کے الفاظ مرادی معنی، مطلوب دلالت اور مناسب سیاق کے موافق ہو جائیں۔ معنی اور دلالت کو قریب الجہت ہونے کی بنا پر ایک ہی نوع شمار کیا جاتا ہے۔

دلالت کی مثال:

﴿يُدْخِلْهُ جنت ۔ ۔ ۔ يُدْخِلْهُ نارا﴾(3)

نافع، ابو جعفر اور ابن عامر نے نون کے ساتھ **نُدْخِلْهُ** اور باقی قراء نے یاء کے ساتھ **يُدْخِلْهُ** پڑھا ہے۔صیغہ جمع نون والی قراءت اللہ تعالی کی عظمت و جلال پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ ہی عظمت مطلق کا مالک ہے۔

---

1 المائدة: 6

2 الشافعي، محمد بن إدريس، الأم (بيروت: دار الفكر، طبعة أولى، 1419هـ)، 1 : 47 ؛ كنز المعاني للشعلة،ص:618

3 النساء: 13-14

مثال:

﴿وَخَرَقُوْا له بنين و بنت بغير علم ﴾[1]

نافع اور ابو جعفر نے راء مشدد کے ساتھ وَخَرَّقُوْا اور باقی قراء نے راء مخفف کے ساتھ وَخَرَقُوْا پڑھا ہے۔ وَخَرَّقُوْا اور وَخَرَقُوْا دونوں کا عمومی معنی ہے:"انہوں نے گھڑ رکھے ہیں، تراش رکھے ہیں" لیکن تشدید تکثیر پر دلالت کرتی ہے کیونکہ فعل کا تکرار فاعل کی کثرت کا متقاضی ہے۔

معنی کی مثال: ﴿ولا تطغوا فيه فَيَحِلَّ عليكم غضبی ﴾[2]

کسائی نے حاء مضموم کے ساتھ فَيَحُلَّ اور باقی قراء نے فَيَحِلَّ حاء مکسور پڑھا ہے۔ فَيَحُلَّ بمعنی فینزل ہے یعنی تم پر میرا غضب اترے گا اور فَيَحِلَّ بمعنی فیجب ہے یعنی تم میرا غضب واجب ہے۔

(3)

مثال: ﴿وما هو على الغيب بِضَنِيْنٍ ﴾[4]

ابن کثیر، ابو عمرو، کسائی اور رویس نے ظا کے ساتھ بِظَنِيْنٍ اور باقی قراء نے ضاد کے ساتھ بِضَنِيْنٍ پڑھا ہے۔[5]

بِظَنِيْنٍ بمعنی بِمُتَّهِم ہے یعنی آپ ﷺ اپنی طرف سے وحی گھڑنے والے نہیں بلکہ وحی کے نگہبان ہیں اور بِضَنِيْنٍ بمعنی بِبَخِيْل ہے۔ای: وماهو على الغيب ببخيل یعنی آپ ﷺ وحی کو تم تک پہنچانے، تمھیں سکھلانے اور اس پر جے رہنے کے معاملے میں بالکل بخیل نہیں ہیں۔[6]

نحو

---

1 الأنعام :100

2 طه : 81

3 أخفش، سعيد بن مسعدة، معاني القرآن ، (تحقيق : فائز فارس ، 1400ھ)، 2 : 409

4 ابن الباذش، أحمد بن علي بن خلف، الإقناع في القراءات السبع (بيروت : دار الكتب العلمية، 1419ھ) ص:481

5 فراء، معاني القرآن، 3: 131

6 التكوير : 24

توجیہ کی اس قسم میں قراءت کے اعراب کا ذکر ہے جو ہر قسم کے اشکال کو دور کرکے قراءت کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے۔

مثال:

﴿وکذلک زَيَّنَ لكثير من المشركين قَتْلَ اَولادِهِمْ شُرَكَائُهُم﴾(1)

ابن عامر نے زاء مضموم اور یاء مکسور کے ساتھ زُيّنَ نیز قَتْلُ کا لام مرفوع، اَولادَهُمْ کا دال منصوب اور شُرَكَائِهِمْ کا ہمزہ مجرور پڑھا ہے۔ باقی قراء نے زاء اور یاء مفتوح زَيَّنَ اور قَتْلَ کا لام منصوب، اَولادِهِمْ کا دال مجرور اور شُرَكَائُهُم کا ہمزہ مرفوع پڑھا ہے۔(2)

زُيّنَ فعل مجہول، قَتْلُ نائب فاعل، اَولادَهُمْ مصدر قَتْلُ کا مفعول اور شُرَكَائِهِمْ مصدر کا مضاف الیہ اور فاعل ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ میں مفعول کا فاصلہ بلا اشکال جائز ہے۔ تاہم بعض نحویوں نے اس قراءت کا انکار کیا ہے جن کا مذکورہ توجیہ سے رد کیا گیا ہے۔(3)

مثال:

﴿انَّ الله بَالِغُ اَمْرِه﴾(4)

حفص نے بَالِغُ کو بغیر تنوین اور اَمْرِہ کو مجرور پڑھا ہے جبکہ باقی قراء نے تنوین اور نصب کے ساتھ بَالِغٌ اَمْرَہ پڑھا ہے۔(5)

قراءتِ حفص بَالِغُ اَمْرِ ہمیں اسم فاعل کی مفعول کی جانب اضافت کی گئی ہے اور دیگر قراء کی

---

1 الأنعام : 137

2 التبصرة في قراءات الائمة العشرة : ص 504-505، النشر في القراءات العشر : 263-265

3 أبو حيان، أندلسي، محمد بن يوسف،البحر المحيط (بيروت: دار الكتب العلمية، طبعه أولى، 1413ه) 4: 296-2981

4 الطلاق : 3

5 الأندلسي، إسماعيل بن خلف، العنوان في القراءات السبع (بيروت: عالم الكتب، طبعة ثانيه،1406ه)، ص : 192

قراءت بَالِغُ اَمْرَہٖ میں اسم فاعل، فعل والا عمل کررہاہے۔(1)

صَرف

اس مبحث میں قراءات کی ان صرفی وجوہ کا تذکرہ ہے جو صرفی قواعد اور تعلیلات کی موافق ہیں۔ نیز اس قسم کا زیادہ تر حصہ قراءات کے اصولی اختلافات پر مبنی ہے جیسے ہمزہ، امالہ اور ادغام وغیرہ کے ابواب۔

مثال:

دو کلموں میں دو ہمزوں پر ایک جیسی حرکات مجتمع ہوں مثلا:

﴿جَآءَ اَمْرُنَا﴾(2)

تو بعض قراء پہلے ہمزہ میں تخفیف کرتے ہیں اور کچھ دوسرے ہمزہ میں تخفیف کرتے ہیں۔ تفصیل کتبِ قراءات میں دیکھی جاسکتی ہے۔(3)

جس نے پہلے ہمزہ میں تخفیف کی ہے اس کی توجیہ ہے کہ یہ ہمزہ پہلے کلمہ کے آخر میں ہے اور اطرافِ کلمہ میں تغیر و تخفیف آغاز کلمہ سے زیادہ بہتر ہے۔ اور جس نے دوسرے ہمزہ میں تخفیف کی ہے اس نے ہمزتین من کلمتین کو ہمزتین من کلمہ پر قیاس کیا ہے کیونکہ وہاں بالاتفاق دوسرے ہمزہ میں تخفیف ہوتی ہے پہلے میں نہیں۔ اور یہ تمام صورتیں جائز، مستعمل، متواتر اور صحیح ہیں۔(4)

اسی طرح ہائے تانیث اور اس کے ماقبل میں حالت وقف میں کسائی سے امالہ منقول ہے اور حمزہ سے بھی یہ مروی ہے، تفصیل قراءات کی کتب میں بھری پڑی ہے۔(5)

---

1 الفارسي، أبو علي، حسن بن عبدالغفار، الحجة للقراء السبعة (دمشق: دارالمامون ، طبعه اولی، 1413ھ): 6: 300

2 هود: 40

3 ہمذاني، حسن بن أحمد، غاية الإختصار في قراءات العشرة أئمة الأمصار(جده: طبعه اولی، 1414ھ)، 1: 238-240

4 سيبويه، عمرو بن عثمان بن قنبر، الكتاب (بيروت: عالم الكتب، س-ن) 3: 549 2

5 النشرفی القراءات العشر، 2: 82-90

اس جگہ امالہ کی وجہ ہائے تانیث کا الف تانیث جیسے حبلٰی کے مشابہ ہونا ہے۔جب وہاں امالہ کیا گیا ہے تو یہاں بھی کیا جائے گا اور یہ تمام وجوہ جائز، مستعمل، متواتر اور صحیح ہیں۔[1]

بلاغت

اس مبحث میں قراءات کو تقویت دینے والی ان بلاغی وجوہ کا ذکر ہے جن کا اسلوب سیاق وسباق کے عین مطابق ہو۔

مثال:

﴿لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَلَا تَخْشٰى﴾[2]

حمزہ نے یہاں لَا تَخَفْ جزم کے ساتھ اور باقی قراءنے مرفوع لَا تَخٰفُ پڑھا ہے۔[3]

جزم والی قراءت نہی پر دلالت کرتی ہے اور یہ انشاء کے متعدد اسالیب میں سے ایک اسلوب ہے یعنی اس بات سے نہ ڈریئے کہ فرعون آپ کو آلے گا اور نہ ہی ڈوب جانے کا خوف کھائیں۔

رفع والی قراءت میں خبر ہے یعنی آپ کو دبوچے جانے کا ڈر ہے نہ ڈبوئے جانے کا خوف۔ خبر و انشاء علم معانی کی قسم بلاغت کے دو اہم اسلوب ہیں۔[4]

مثال:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ﴾[5]

نافع، ابو عمرو اور کوفیوں نے یہاں ایک ہمزہ یعنی أَذْهَبْتُم پڑھا ہے اور باقی قراءنے دو ہمزوں کے ساتھ أَأَذْهَبْتُم پڑھا ہے۔ اور انہوں نے اپنے اصولوں کے مطابق تسہیل، تحقیق، ادخال اور عدم

---

1 مهدوي، أحمد بن عمار، شرح الهداية (رياض: مكتبة الرشد، طبعة اولى ، 1416ھ)، 1: 120

2 طه : 77

3 ابن مهران،أحمد بن حسن، المبسوط في القراءات العشر (جده: دار القبلة، طبعه ثانية، 1408ھ)، ص: 249

4 ابن مهران، المبسوط في القراءات العشر، ص: 249

5 ابن زنجلة، حجة القراءات، ص: 458-459

ادخال کیا ہے جیسا کہ قراءات کی کتب میں ان کے یہ اصول بیان ہوئے ہیں۔[1]

أَذْهَبْتُم والی قراءت میں خبر ہے، یعنی جہنمیوں سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی لے لیا اور آأَذْهَبْتُم والی قراءت استفہام پر مبنی ہے جو توبیخ و تنبیہ کا مفہوم دے رہی ہے۔ استفہام، انشاء کے اسالیب میں سے ہے اور خبر و انشاء علم معانی میں بلاغت کے دو اہم اسالیب ہیں جیسا کہ پہلے بھی یہ بات کی جا چکی ہے۔[2]

کلام عرب

یہ مبحث کلام عرب کی تمام اصناف پر مشتمل ہے:

شعر

اس سے مراد عربوں کا وہ شعری کلام ہے جو توجیہاتِ قراءات کے لئے بطور شاہد لیا جاتا ہے۔

مثال:

﴿انه مَن يَتَّقِ وَيصبر فانّ الله لايضيع اجر المحسنين﴾[3]

قنبل نے یہاں وقف اور وصل دونوں حالتوں میں یَتَّقِ کے یاء کو ثابت رکھتے ہوئے یَتَّقِيْ پڑھا ہے اور باقی قراء نے دونوں حالتوں میں یاء کو حذف کیا ہے۔[4]

قنبل کی قراءت میں معلل لفظ یَتَّقِ کو صحیح لفظ کی طرح حذف کے بجائے ضمہ مقدرہ کو ختم کر کے ساکن کے ساتھ جزم دی گئی ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

الم یاتیک والانباء تنمی بما لاقت لبون بنی زیاد

پس شاعر نے یاتیک کی یاء کو ثابت رکھا ہے حالانکہ فعل مجزوم ہے جو علامت جزم کے طور پر حذفِ یاء کا

---

1. ابن مهران، الغاية في القراءات العشر، ص: 394
2. ابن خالوية، الحجة في القراءات السبع، ص: 327-328
3. يوسف: 90
4. أبو علي، حسن بن علي، تلخيص العبارات بلطيف الأشارات في القراءات السبع، (دمشق: موسسة علوم القرآن، طبعة اولى، 1409ه)، ص: 63-64

متقاضی ہے۔(1)

مثال:

﴿واتقوا الله الذی تساءلون به وَالْاَرْحَامَ﴾(2)

حمزہ نے میم مجرور کے ساتھ والاَرْحَامِ پڑھا ہے اور باقی قراء نے نصب کے ساتھ والاَرْحَامَ پڑھا ہے۔(3)

حمزہ کی قراءت میں والاَرْحَامِ حرف جار کے اعادہ کے بغیر بِه کی ضمیر مجرور پر عطف ہو رہا ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

فاليوم قرّبت تهجونا و تشتمنا   فاذهب فما بک والايام من عجب

مذکورہ شعر میں والایام کا عطف حرف جار کے اعادہ کے بغیر بک کی ضمیر مجرور پر ہو رہا ہے۔(4)

نثر

اس نوع میں عربوں کا وہ نثری کلام لیا گیا ہے جو قراءات کی توجیہ میں باعث تقویت ہے۔

مثال:

﴿فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحوا برءوسكم وارجلكم الى الكعبين﴾(5)

نافع، ابن عامر، کسائی، یعقوب اور حفص نے نصب کے ساتھ وَاَرْجُلَكُمْ اور باقی قراء نے وَاَرْجُلِكُمْ مجرور پڑھا ہے۔(6)

---

1 ابن منظور، لسان العرب، قیس بن زهير العبسى کا شعر، 1: 65

2 النساء: 1

3 التبصرة في قراءات الأئمة العشرة، ص: 472

4 البيت لا يعرف قائله: وانظر: الكتاب: 2: 238

5 المائدة: 6

6 تلخيص العبارات بلطيف الأشارات في القراءات السبع: 85

جر والی قراءت میں بِرُءُوسِكُم پر عطف ہو رہا ہے۔ چنانچہ پاوں دھونے کے وجوبی حکم کا لحاظ کرتے ہوے قراءت کی توجیہ یہ ہوگی کہ یہاں جر بنابر جوار ہے جو لفظی طور پر ظاہر ہو رہی ہے لیکن یہ مجرور معنوی طور پر سابقہ مجرور کے حکم میں نہیں جیسا کہ عربوں کا معروف قول ہے: جحرُ ضبٍّ خربٍ و ماءُ شنٍّ باردٍ مذکورہ دونوں عبارات میں جر للجوار ہے جو لفظی طور پر ہے لیکن معنوی طور پر نہیں۔ کیونکہ خَربٍ، جحرُ کی صفت ہے ضبٍّ کی نہیں۔ اسی طرح باردٍ، ماءُ کی صفت ہے نا کہ شنٍّ کی۔[1]

مثال:

﴿وكذلك زَيَّنَ لكثير من المشركين قَتْلَ أَولادِهِمْ شُرَكَائُهُم﴾[2]

ابن عامر نے زاء مضموم اور یاء مکسور کے ساتھ زُيّنَ نیز قَتْلُ کا لام مرفوع، أولادَهُمْ کا دال منصوب اور شُرَكَائِهِمْ کا ہمزہ مجرور پڑھا ہے۔ باقی قراء نے زاء اور یاء مفتوح زَيَّنَ اور قَتْلَ کا لام منصوب، أَولادِهِمْ کا دال مجرور اور شُرَكَائُهُمْ کا ہمزہ مرفوع پڑھا ہے۔[3]

ابن عامر کی قراءت میں قَتْلُ مضاف اور شُرَكَائِهِمْ مضاف الیہ کے درمیان مصدر کے مفعول أولادَهُمْ کا فاصلہ ہے، یہ چیز کلام عرب میں بھی ملتی ہے وہ یوں کہتے ہیں: هذا غلامُ واللهِ زيدٍ وهو غلا مُ ان شاء اللهُ أَخِيْكَ مذکورہ دونوں عبارات میں بھی مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ موجود ہے۔[4]

لغات العرب

قبائل عرب کے وہ لہجات جو قراءات قرآنیہ کے موافق ہیں وہ بھی قراءات کی توثیق کرتے ہیں۔

مثال:

---

[1] الكتاب، 1: 67
[2] الأنعام: 137
[3] التبصرة لمكى، ص: 504-505
[4] ابن الأنباري، الإنصاف في مسائل الخلاف بين النحويين البصريين والكوفيين، 2: 431

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسْوَۃ حسنۃ﴾(1)

عاصم نے ہمزہ مضموم اُسْوَۃ اور باقی قراء نے اِسْوَۃ ہمزہ مکسور پڑھا ہے۔(2) ضمہ لغتِ قیس اور کسرہ لغتِ حجاز ہے۔(3)

مثال:

﴿تبّتْ یدا ابی لَهَبٍ و تبّ﴾(4)

ابن کثیر نے ھاء ساکن کرتے ہوئے اَبِی لَھْب اور باقی قراء نے ھاء کے فتحہ کے ساتھ اَبِی لَھَب پڑھا ہے۔(5) دونوں لغات ثابت ہیں جیسا کہ نَھَر و نَھْر اور سَمَع و سَمْع دونوں طرح ثابت ہیں۔(6)

ایک سے زیادہ لغات میں جمع بھی اسی قبیل سے ہے:

مثال:

﴿ویخلد فِیْہِ مُھانا﴾(7)

ابن کثیر اور حفص نے یہاں فیہ کی ھا ضمیر میں صلہ کیا ہے اور ابن کثیر کے لئے یہ حکم فیہٖ کے تمام نظائر میں بھی ہے۔ البتہ حفص نے صرف یہیں صلہ کیا ہے، اس کے بقیہ نظائر میں عدمِ صلہ کیا ہے۔ اسے کہتے ہیں لغتِ قصر اور لغتِ صلہ کو جمع کرنا۔(8)

توجیہات کے دیگر موارد

1 الأحزاب: 21

2 الأقناع في القراءات السبع : 446

3 تفسير طبري : 19: 58-59

4 اللهب: 1

5 التلخيص في القراءات الثمان، ص : 485

6 شرح شرح الهداية، 2: 557

7 الفرقان: 69

8 التيسير، ص: 34

توجیہات قراءات کے دیگر موارد سے مراد قراءات شاذہ، تفسیر، عوارض، تاریخی واقعات اور عقل سے حاصل ہونے والی توجیہات لی جاتی ہیں۔ بلاشبہ قراءات متواترہ میں ان موارد سے حاصل ہونے والی توجیہات کا بھی حظ وافر موجود ہے۔ تفاصیل حسب ذیل ہیں:

قراءات شاذہ

اس بحث میں وہ قراءات شاذہ شامل کی گئی ہیں جو لفظی یا معنوی طور پر قراءات متواترہ کی موافق ہیں اور جان لینا چاہیے کہ قراءات شاذہ کو شرعی پیرائے میں اس لئے نہیں لیا جاتا کہ بالجزم شارع سے ان کا وارد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

مثال:

﴿قَالَ اَعْلَمُ اَنّ اللہ عَلٰی کل شیء قدیر﴾[1]

حمزہ اور کسائی نے یہاں ہمزہ وصلی اور میم ساکن کے ساتھ قَالَ اعْلَمْ پڑھا ہے۔ جبکہ باقی قراء نے ہمزہ قطعی اور میم پر رفع کے ساتھ قَالَ اَعْلَمُ پڑھا ہے۔[2] حمزہ و کسائی کی قراءت کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی قراءت قِیْلَ اعْلَمْ سے تقویت ملتی ہے۔[3]

مثال: ﴿وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا﴾[4]

ابن عامر، عاصم، حمزہ، خلف اور یعقوب نے راء منصوب کے ساتھ وَلَا یَاْمُرَکُمْ پڑھا ہے اور باقی قراء نے راء مرفوع کے ساتھ وَلَا یَاْمُرُکُمْ پڑھا ہے۔[5] پس رفع پڑھنے والوں نے اسے پچھلے اَنْ یُوتِیَهُ اللہُ سے الگ کرکے جملہ مستانفہ شمار کیا ہے، اور حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت لَنْ یُوتِیَهُ

---

[1] البقرة : 259

[2] التبصرة في قراءات الأئمة العشرة، ص 445

[3] معاني القراءات، ص :86

[4] آل عمران :80

[5] الإقناع ص :388

اللّٰہُ اس کی موید ہے کیونکہ وہ پچھلی عبارت سے منقطع ایک نیا کلام ہے۔(1)

تفسیر

اس بحث سے مراد وہ روایات اور تفسیری اقوال ہیں جن سے ایسا معنی ملتا ہے جو قراءات کا موید ہوتا ہے، وہ لغوی معنی کو مستثنیٰ کر کے قراءت کا شاہد ہوتا ہے چنانچہ یہ لغوی موارد کے ساتھ وابستہ بحث ہے۔ جسے دانستہ طور پر شرعی موارد میں شامل نہیں کیا گیا کیونکہ ہر تفسیر کا شارع سے ورود لازم نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مثال:

﴿قالَ اعْلَمْ اَنّ اللہ عَلی کل شیء قدیر﴾(2)

حمزہ اور کسائی نے یہاں ہمزہ وصلی اور میم ساکن کے ساتھ قالَ اعْلَمْ پڑھا ہے اور دیگر قراء نے قالَ اَعْلَمُ۔(3)

رفع والی قراءت کی تائید اس تفسیر سے ہوتی ہے کہ جب (ابراہیمؑ) نے اللہ تعالی کی قدرت کا خوب معاینہ کر لیا تو فرمایا: قالَ اَعْلَمُ (میں جانتا ہوں) یعنی یوں معاینہ اور تیقن کے بعد باری تعالی کے علم کی خبر دی۔(4)

مثال:

﴿قل للذین کفروا سَتُغْلَبُوْنَ و تُحْشَرُوْنَ الی جھنم﴾(5)

حمزہ، کسائی اور خلف نے یہاں یاء غیب کے ساتھ سَیُغْلَبُوْنَ و یُحْشَرُوْنَ پڑھا ہے جبکہ باقی قراء

---

[1] شرح الهداية، 1: 227
[2] البقرة : 259
[3] التبصرة لمكي، ص: 445
[4] الحجة لابن زنجلة، ص: 145
[5] آل عمران : 12

نے سَتُغْلَبُوْنَ و تُحْشَرُونَ پڑھا ہے۔(1)

الذین کفروا سے مراد یہود اور سَیُغْلَبُوْنَ و یُحْشَرُونَ سے مراد مشرکینِ مکہ ہیں کیونکہ یہود نے وقوعہ احد کے بعد کہا تھا کہ نبی کا جھنڈا تو کبھی سرنگوں نہیں ہوتا تو اللہ تعالی نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔(2)

اصل اور عارضی قواعد

اس میں اصل و عروض کے ان موارد کو لیا گیا ہے جو قراءات کے لئے باعث تقویت ہیں، کبھی اصل، عارضی کے مد مقابل ہوتا ہے اور کبھی مجرد اصل ہی وارد ہوتا ہے۔

اصل کے عروض کے بالمقابل آنے کی مثال:

قاعدہ ہے کہ سبب مد ہمزہ کے بدل جانے سے اس پر مرتب ہونے والے مد و قصر کے قواعد بھی بدلتے ہیں جیسے جَاءَ اَمْرُنا(3) میں پہلے ہمزہ کو ساقط کرنے والے کے لئے مد و قصر کا جواز ثابت ہے۔ یہی معاملہ ہو لاءِ اِنْ(4) میں پہلے ہمزہ کو ساقط اور اس میں تسہیل کرنے والے کا ہے۔ جیسا کہ امام شاطبی نے فرمایا ہے:

وان حرف مد قبل همز مغير يجز قصره والمدمازال اعدلا

اگر حرف مدہ سے قبل ہمزہ مغیرہ آجائے تو مد و قصر دونوں جائز ہوں گے۔

امام جزری نے فرمایا ہے:

والمد اولى ان تغير السبب وبقى الاثر او فاقتصر احب

اگر سبب بدل جائے تو مد اولی ہے اور قصر بھی پسندیدہ ہے۔

جس نے اصل سبب مد یعنی ہمزہ کو پیش نظر رکھا ہے اس نے مد کی ہے اور جس نے قصر کی ہے اس نے

---

1 التلخيص، ص:230

2 معاني القرآن للفراء، 1: 191-192

3 هود: 40 اور دیگر ایسے مقامات

4 البقرة:31

سبب مد کے بدل جانے سے جو عارضی صورت بنی ہے اسے مد نظر رکھا ہے۔(1)

مجرد اصل کی مثال:

لفظ صراط (2) اور الصراط (3) دونوں الفاظ کو سین، صاد اور صاد میں زا کے اشمام کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ان قراءات کی تفصیل ان کے مقامات پر موجود ہے۔(4)

پس سین پڑھنے والے نے اصل لفظ کا اعتبار کیا ہے کیونکہ اصلا یہ (سرطت) سے ہے جبکہ صاد اور اشمام والی قراءات بھی لفظ میں موجود کسی عروض کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے اعتبار کی وجہ سے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں (5)

تاریخ اور حوادث

تاریخ وحوادث بھی بسا اوقات کسی قراءت کی توجیہ میں مد ہوتے ہیں۔

مثال:

﴿وقَاتَلُوا و قُتِلُوا﴾(6)﴿فَيَقْتُلُونَ و يُقْتَلُونَ﴾(7)

حمزہ، کسائی اور خلف نے یہاں قُتِلُوا اور يُقْتَلُونَ کو مقدم کیا ہے اور باقی قراء نے قَاتَلُوا اور فَيَقْتُلُونَ کو مقدم کیا ہے۔(8)

وقَاتَلُوا و قُتِلُوا اور فَيَقْتُلُونَ و يُقْتَلُونَ والی قراءات ایک دوسرے کی موید ہیں کیونکہ حوادث

---

1 إبراز المعاني، 1: 379-381

2 الفاتحة: 7 اور دیگر ایسے مقامات

3 الفاتحة: 6 اور دیگر ایسے مقامات

4 غاية الإختصار للهمذاني، 2: 403

5 معاني القراءات، ص: 27-28

6 آل عمران : 195

7 التوبة:111

8 التلخيص: ص:238

کا طبعی تسلسل یہ تقاضا کرتا ہے کہ لڑائی قتل کیے جانے سے پہلے ہو۔(1)

مثال:

﴿ولا یجرمنکم شنآن قوم اَنْ صَدُّوکم عن المسجد الحرام اَنْ تعتدوا﴾(2)

ابن کثیر اور ابو عمرو نے یہاں ہمزہ مکسور کے ساتھ اِنْ صَدُّوکم اور باقی قراء نے ہمزہ مفتوح کے ساتھ اَنْ صَدُّوکم پڑھا ہے۔(3)

اَنْ صَدُّوکم والی قراءت اس بات کی مؤید ہے کہ مسجد حرام سے روکنے کا واقعہ حدیبیہ کے موقع پر ہوا تھا جبکہ یہ سورت اس کے بعد نازل ہوئی کیونکہ مسجد حرام میں داخلہ سے روکنے والے واقعہ کی تاریخ اس سورت کے نزول کی تاریخ سے بعد کی ہے۔(4)

عقل

یہ مبحث قراءات کی مؤید عقلی توجیہات پر مشتمل ہے۔

مثال:

لفظ قُرآن اور القرآن جہاں بھی قرآن میں وارد ہوئے ہیں(5) ابن کثیر نے انہیں نقل حرکت کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی تمام قراء نے ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ نقل حرکت کے بغیر پڑھا ہے۔(6)

ابن کثیر کی قراءت کی توجیہ ہے لفظ کی ادائیگی میں آسانی پیدا کرنا ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے۔(7)

مثال:

---

1 الحجة لأبي علي، 3: 117
2 المائدة: 2
3 التذكرة لابن غلبون:2: 385
4 تفسير طبري:8: 50
5 جیسا کہ یونس:6 اور بقرۃ:185 میں یہ وارد ہوا ہے۔
6 التذكرة لابن فارس ورقه 19
7 شرح الهداية:1: 191

امام حمزہ اور ہشام کے لئے حالت وقف میں اخیر کلمہ جیسے السماء اور شیء وغیرہ میں تخفیف بھی اسی قبیل سے ہے۔ تفصیل ان کے مقامامات پر موجود ہے۔[1]

ہمزہ متطرفہ میں وقفاً یہ تخفیف بالخصوص آسانی اور سہولت کے لئے ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وقف ہوتا ہی استراحت کے لئے ہے، وقف کرنے والے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ وقف کرکے اپنی آواز کچھ مدت کے لئے روکے اور خود کو سکون پہنچائے جبکہ ہمزہ ایک بعید المخرج مشکل حرف ہے تو اس کا بہترین حل یہی ہے کہ یہاں تخفیف کرلی جائے۔[2]

خلاصہ بحث:

علم توجیہ قراءات کی دیگر علوم سے وابستگی اس علم کی قدر و قیمت میں اضافے کا اصل سبب ہے۔ توجیہاتِ قراءات کی تبیین وتوضیح کے لئے صرف ونحو، بلاغت، علم تفسیر، حدیث، لغت اور معانی سے بار بار واسطہ پڑتا ہے۔اس طرح علم توجیہ کے محقق کو مذکورہ بالا تمام علوم سے استفادہ کرکے اپنی علمی استعداد میں اضافے کا موقع ملتا ہے۔وہ علم کی وادیوں میں غوطہ زن ہوتا ہے اور ہر قراءت کی مناسب توجیہ معلوم کرتا ہے۔ علمی تشنگی دور کرنے کا اتنا سامان شاید کسی دوسرے علم میں نہیں۔ علم توجیہ کا دوسرا اہم فائدہ منکرین قراءات کو نقلی جوابات کے ساتھ ساتھ علمی اور عقلی جوابات دے کر علوم القرآن کی اس قسم قراءات کا کماحقہ دفاع کرنا ہے۔منکرینِ قراءات کے زیادہ تر اعتراضات کا تعلق لغت، معنی اور نحوی وجوہ سے ہوتا ہے۔توجیہات قراءات کے اس علم میں تمام جزئیات کا جائزہ لے کر قراءات کی تنقیح کی جاتی ہے، اور معترضین کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء اور طلاب اس علم کی اہمیت کو جانیں اور دفاع قراۤءات اور خدمت قرآنی کی عظیم سعادت سے بہرہ مند ہوں۔

---

[1] النشر، 1: 428

[2] دیکھئے:شرح العنوان، ص: 89